بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پوسٹ بکس نمبر ۷۳۹۴ کراچی ۳

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۴۱۱

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا روزنامہ

الْمُصْلِح

خطبہ نمبر

جمعہ

ایڈیٹر: عبدالقادر بی۔ اے

جلد ۶ | ۲۵ فتح ۱۳۳۲ھ ۲۵ دسمبر ۱۹۵۳ء | نمبر ۲۲۲

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی زیارت اور ملاقات کی خاطر سفر کرنیوالوں کو بشارت

"زیارت صالحین اور ملاقاتِ اخوان اور طالب علم کے سفر کی نسبت احادیث صحیحہ میں بہت کچھ حث و ترغیب پائی جاتی ہے ...... بلکہ زیارت صالحین کیلئے سفر کرنا قدیم سے سنت سلف صالح چلی آئی ہے۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ جب قیامت کے دن ایک شخص اپنی بد اعمالی کی وجہ سے سخت مواخذہ میں ہوگا۔ تو اللہ جلشانہٗ اس سے پوچھیگا۔ کہ فلاں صالح آدمی کی ملاقات کیلئے کبھی تو گیا تھا تو وہ کہیگا۔ بالارادہ تو کبھی نہیں گیا مگر ایک دفعہ ایک راہ میں اسکی ملاقات ہوگئی تھی۔ تب خدا تعالیٰ کہیگا کہ جا بہشت میں داخل ہو میں نے اسی ملاقات کی وجہ سے تجھے بخش دیا۔" (اشتہار ہمنوان قیامت کی نشانی صفحہ ۵ مشمولہ آئینہ کمالات اسلام)

خطبہ جمعہ

ان ذرائع کو اختیار کرنیکی کوشش کرو جن سے اللہ تعالیٰ کی اور بنی نوع انسان کی محبت حاصل ہوتی ہے

نماز روزہ زکوٰۃ ذکر و فکر اور خدمتِ خلق وہ ذرائع ہیں جن سے یہ محبت پیدا ہوتی ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۵۳ء بمقام ربوہ

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

سفر سندھ سے واپسی

کے معاً بعد پہلے تو مجھے ایک مسہ کا اپریشن کروانا پڑا۔ جو میرے پیٹ پر تھا۔ اس کے چند دن بعد پاؤں کے انگوٹھے کا ناخن کٹوایا۔ جس کی وجہ سے میں چلنے پھرنے سے معذور رہا۔ اس دوران میں پچھلے جمعہ کے لئے میں مسجد میں آ گیا۔ جس کی وجہ سے تکلیف بڑھ گئی۔ میری صحت کو سارا دن لیٹے رہنے اور حرکت نہ کرسکنے کی وجہ سے اچھا خاصہ نقصان پہونچا ہے۔ اگر صحت ہو جانے تو چلنے پھرنے سے حالت ترقی کرسکتی ہے۔ لیکن چلنا پھرنا بھی مشکل ہے۔ سارا دن حرارت رہتی ہے۔ گلہ خراب رہتا ہے۔ اور آواز بھی بیٹھی ہوئی ہے۔ اس وجہ سے میں آج خدام الاحمدیہ کے اجتماع [illegible] افتتاح کے لئے بھی نہیں جا سکتا [illegible] اس خطبہ کو ہی اپنی افتتاحی [illegible] ساتھ ملا دیتا ہوں۔ اور بعض [illegible] خدام الاحمدیہ کو کردیتا ہوں۔ تا [illegible] اپنے سامنے رکھیں۔ اور انہیں اپنا مقصد بنائیں۔

اسلام کا ابتدائی مسئلہ

بلکہ ہر مذہب کا ابتدائی مسئلہ اللہ تعالیٰ پر یقین رکھنا ہے۔ خدام الاحمدیہ بھی چونکہ ایک مذہب کے متبع ہیں۔ بلکہ ایک ایسے مذہب کے متبع ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے آخری زمانہ کے لئے چنا اور قیامت تک کے لئے چنا۔ یعنی نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا اسلام۔ اس لئے ان کے لئے سب سے زیادہ ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر اپنا یقین بڑھائیں۔ جتنی خرابیاں دنیا میں پیدا ہوتی ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ پر یقین کی کمزوری کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ پھر اس کے ساتھ ضروری بات یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احسانوں اور ان نیکیوں کو یاد رکھیں۔ جو وہ اپنے بندوں کے ساتھ عموماً اور اپنے ایماندار بندوں کے ساتھ خصوصاً کرتا ہے۔ تم اس کی صفات کو گنو تمہیں

اکثر ایسی صفات نظر آئیں گی

جو رحم کرنے والی ہیں۔ اور بہت کم ایسی صفات نظر آئیں گی۔ جو سزا دینے والی ہیں میں نے خدا تعالیٰ کی سزا دینے والی صفات گنی تو نہیں۔ شاید ۹۹ صفات میں سے جو مشہور ہیں چھ سات صفات سزا والی نکلیں اور اس کے مقابلہ میں شاید ۵۰۔ ۶۰ وہ صفات نکلیں۔ جو انعام، اکرام احسان اور خبر گیری کرنے والی ہیں۔ اور کچھ ایسی صفات نکلیں گی جو خدا تعالیٰ کی الوہیت کے ساتھ خاص تعلق رکھتی ہیں۔ بلحاظ ہر ذرہ انسانوں کے ساتھ تعلق نہیں رکھتیں۔ اس سے بھی پتہ لگ جائے گا۔ کہ اسلام کا خدا محبت کرنے والا خدا ہے۔ تم یہ نہ دیکھو کہ مولوی خدا تعالیٰ کو کس طرح پیش کرتے ہیں۔ تم یہ دیکھو کہ قرآن کریم خدا تعالیٰ کو کیسے پیش کرتا ہے۔ مولوی جب خدا تعالیٰ کو پیش کرتا ہے۔ تو وہ اسے ہوّا کی شکل میں دکھاتا ہے۔ مگر جب تم قرآن کریم پڑھتے ہو۔ تو تم اسے شروع ہی اس آیت سے کرتے ہو۔ کہ الحمد للہ رب العالمین۔ الرحمٰن الرحیم کہ وہ رب العالمین خدا ہے۔ رحمٰن خدا ہے رحیم خدا ہے۔ سورۂ فاتحہ میں جو صفات الٰہیہ بیان کی گئی ہیں۔ ان میں سے چوتھی صفت مالک یوم الدین ہے۔ جس میں سزا کا ذکر ہے۔ لیکن جتنا سزا کا ذکر ہے۔ اتنا ہی انعام کا بھی ذکر ہے۔ گویا آٹھواں حصہ سزا کا ہے۔ یا ۱۰۰ میں سے ۱۲½ حصے سزا ہوئی۔ اور ساڑھے ۸۷ حصے رحم کے ہوئے۔ لیکن چونکہ وہ خدا فرماتا ہے۔ کہ

ہمارا رحم ہر چیز پر غالب ہے،

اس لئے مالک یوم الدین میں سے سزا کا حصہ نصف نہیں ماننا پڑے گا۔ اگر اسے آدھا فرض کیا جائے۔ تو پھر صورت یہ ہوگی۔ کہ ترانوے حصے رحم کے ہیں اور صرف سوا چھ حصے سزا کے ہیں۔ لیکن جس طرح ایک مولوی خدا تعالیٰ کو پیش کرتا ہے اس میں ۹۹ حصے عذاب کے آتے ہیں اور ایک حصہ رحم کا آتا ہے

پس ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم

اللہ تعالیٰ کی صفات

اور اس کی محبت پر ایمان رکھیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کو بیان کیا ہے۔ نہ کہ جس طرح لوگوں نے بیان کیا ہے۔ لوگوں کو خدا تعالیٰ کا کیا پتہ۔ خدا تعالیٰ کو

عبدالقادر پرنٹر و پبلشر نے آرمی پریس میں طبع کرا کر دفتر المصلح میگزین لین کراچی سے شائع کی۔

خود اپنا پتہ ہے۔ اس لئے یہ دیکھنا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ نے کیا کہا ہے

پھر تم اپنی ذات میں اس تعلیم کے لانے والے انسان کو یاد رکھو۔ اور اس کے احسانوں کو تازہ رکھو۔

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

کی نے اپنے نمونہ قربانی اور خدمت سے جو کام کیا وہ تو ہے ہی۔ سب سے بڑی چیز جو ہے وہ قرآن کریم ہے جو آپ لائے۔ قرآن کریم کے اندر اتنی ہدایت ہے اتنا عرفان ہے اتنا علم ہے کہ اگر ہم سوچیں سمجھیں۔ اور صحیح طور پر عمل کریں۔ تو کسی اور چیز کی ضرورت باقی نہیں رہتی بلکہ اگر ہم اسے صحیح طور پر سمجھیں۔ سوچیں اور اس پر عمل کریں۔ تو ہمارے پاس وہ کچھ آجاتا ہے جو باقی دنیا کے پاس نہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے پاس وہ کچھ آجاتا ہے۔ کہ اسے دیکھ کر ہمیں دوسری دنیا حسرت کے ساتھ دیکھتی ہے۔ جیسے کہ قرآن کریم میں ہی آتا ہے۔ کہ ربما یود الذین کفروا لو کانوا مسلمین

پھر تمہیں

یہ یاد رکھنا چاہیئے

کہ جیسے ایک سمندر میں کودنے والے ایک دوسرے کا خیال رکھتے ہیں۔ جیسے سفر میں لوگ آپس میں محبت کا سلوک کرتے ہیں۔ اور ایک دوسرے سے تعلق قائم کر لیتے ہیں۔ ایک ہندوستانی جب جاپان میں جاتا ہے۔ تو وہ سب دشمنی بھول جاتا ہے۔ اور باقی ہندوستانیوں کے ساتھ محبت اور پیار سے رہتا ہے۔ اس دنیا میں بھی انسانوں کی یہی حالت ہے۔ اگر ہم خدا تعالےٰ کو سمجھیں تو یہ دنیا ایسی ہی ہے۔ بچہ ماں کے پیٹ سے آتا ہے۔ وہ اپنے ساتھ کچھ نہیں لاتا۔ اور نہ اس جہان کے متعلق اسے کچھ علم ہوتا ہے۔ جس طرح کشتی سمندر میں چھوڑ دی جاتی ہے۔ اسی طرح وہ اس دنیا میں آجاتا ہے۔ گویا ہم سارے اس دنیا میں آنے والے ایک ہی ملک کے ہیں یعنے حضرت الٰہی سے آئے ہیں۔ اگر خدا تعالےٰ خالق ہے تو

ہمیں ماننا پڑے گا

کہ اسی کے حضور سے ساری مخلوق آئی ہے گویا ہم ایک ہی ملک کے باشندے ایک جگہ پر آئے ہیں۔ اور جو جذبہ غیر ملک کے رہنے والوں میں ہوتا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ وہ انسانوں میں نہ ہو۔ لیکن عملی طور پر ہم میں وہ جذبہ نہیں پایا جاتا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم اس چیز کو بھول جاتے ہیں کہ ہم ایک ہی مقام سے آئے ہیں کوئی کہتا ہے میں خود بخود اس دنیا میں آگیا

ہوں۔ کوئی کہتا ہے مجھے برہما نے پیدا کیا ہے۔ کوئی کہتا ہے مجھے خدا نے پیدا کیا ہے۔ کوئی کہتا ہے مجھے گاڈ نے پیدا کیا ہے۔ اور کوئی کہتا ہے مجھے پرمیشور نے پیدا کیا ہے۔ کوئی کہتا ہے مجھے اللہ نے پیدا کیا ہے۔ اور یہ نہیں جانتے کہ یہ سارے ایک ہی وجود ہیں۔ پرمیشور بھی وہی ہے برہما بھی وہی ہے اللہ بھی وہی ہے۔

فرق صرف یہ ہے

کہ غیر قوموں نے اللہ تعالےٰ کو صفاتی نام دے دیئے ہیں۔ اور ہم نے اسے ایک ذاتی نام دے دیا ہے۔ اور ذاتی نام صفاتی نام سے زیادہ مکمل ہوتا ہے۔ اگر لوگ سمجھتے کہ وہ سارے ایک ہی ملک سے آئے ہوئے ہیں۔ اگر وہ سمجھتے کہ ہم اس دنیا میں بالکل ایک وارث کی طرح ہیں تو وطنیت کی وجہ سے وہ ایک دوسرے سے محبت کرتے۔ نیکی کا سلوک کرتے۔ وہ سمجھتے کہ ہم سب کا ایک ہی مشن ہے ایک ہی کام ہے۔ اس لئے ہمیں مل کر کام کرنا چاہیئے۔ تا قیامت کے دن حضرت الٰہی عزت کے ساتھ ہمارا استقبال کریں۔ غرض بنی نوع انسان کی محبت کو بڑھانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور ان ذرائع کا استعمال کرنا چاہیئے۔ جن پر عمل کرنے سے خدا تعالےٰ کی محبت حاصل ہوتی ہے اور وہ ذرائع نماز روزہ زکوٰۃ حج اور ذکر و فکر ہیں۔ یہ ساری چیزیں ایسی ہیں جن سے

خدا تعالےٰ کی محبت

اور اس کی اطاعت کا اظہار ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ پر ایمان لانا اور چیز ہے۔ اور اس سے محبت کرنا اور چیز ہے۔ مثلاً تمہارے گھر میں کوئی بچہ بیمار ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے تم کوئی دوا تلاش کرتے ہو۔ وہ دوا تمہیں بازار سے ملتی نہیں۔ تم مایوس ہو جاتے ہو۔ ڈاکٹر کہتے ہیں کہ اگر یہ دوا نہ ملی تو بچہ کی جان نہیں بچ سکتی۔ ادھر ماں روتی ہے۔ ادھر باپ غمگین ہوتا ہے۔ اچانک رات کو کوئی آدمی دروازہ پر دستک دیتا ہے۔ تم دروازہ کھولتے ہو۔ تو وہ تمہیں وہی دوا جس کی تمہیں ضرورت ہے دیتا ہے اور چلا جاتا ہے۔ اب تمہیں یہ تو خیال رہے گا کہ رات کو جس شخص نے تمہیں وہ دوا دی تھی۔ اس نے تم پر بڑا احسان کیا ہے۔ اور تمہارے بچے کی جان بچانے میں اس نے تمہاری مدد کی ہے لیکن تمہارے اندر اس کے متعلق ہمدردی کا کوئی جذبہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ تم نے اسے دیکھا نہیں۔ وہ اندھیرے میں آیا اور اندھیرے میں غائب ہو گیا۔ اگر وہی شخص جس نے تم پر اتنا بڑا احسان کیا ہو تمہیں مل جائے۔ تو تم اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کرو گے۔

لیکن اگر تمہیں پتہ لگ جائے کہ فلاں شخص نے تم پر احسان کیا ہے۔ اور وہ تمہیں رستہ میں مل جائے۔ تو تم اس سے چمٹ جاؤ گے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ کو ماننا اور چیز ہے اور اس کے

احسانوں کو جاننا

اور ان کا ذکر کرنا اور چیز ہے۔ اگر کوئی شخص کسی سے اندھیرے میں احسان کر جائے۔ تو وہ اس کا ذکر تو کرتا رہے گا۔ لیکن ذاتی طور پر اس سے محبت کے جذبات پیدا نہیں ہوں گے۔ اسی طرح جس ذات نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ اس پر ایمان لانا بالکل اور چیز ہے۔ اور یہ سمجھنا کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے اسی کا دیا ہوا ہے۔ اس کے ساتھ جو جذبہ محبت پیدا ہوتا ہے وہ بالکل اور چیز ہے۔ پس تم نماز روزہ زکوٰۃ اور ذکر و فکر سے خدا تعالےٰ سے محبت پیدا کرو۔ یہ تمام چیزیں

خدا تعالےٰ سے محبت پیدا کرنے کے ذرائع

ہیں۔ ان ذرائع کو اختیار کئے بغیر تم خدا تعالےٰ کے ساتھ محبت پیدا نہیں کر سکتے۔ ہزاروں لوگ دنیا میں ایسے پائے جاتے ہیں۔ جو ماں باپ کے احسانوں کو دیکھتے ہوئے بھی ان کے ساتھ محبت نہیں کرتے۔ اور کئی ایسے لوگ ہیں۔ جو ماں باپ سے محبت کرتے ہیں۔ اور کئی لوگ ایک وقت تک بھٹکے رہتے ہیں۔ اور پھر ان کے اندر اطاعت پیدا ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالےٰ کی عبادات

کے ذریعہ بھی دل میں صفائی پیدا ہوتی ہے اور وہ زنگ دور ہوتا ہے۔ جس کے ساتھ انسان کے اندر طبعی جذبات پیدا نہیں ہو سکتے۔ انسان کی فطرت تو یہ ہے کہ وہ اپنے محسن سے محبت کرنے لگ جاتا ہے۔ جیسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبلت القلوب علی حب من احسن الیہا۔ یعنے انسانوں کے دل اس طرح پیدا کئے گئے ہیں۔ کہ جو شخص ان پر احسان کرے انہیں اس سے محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن کئی لوگ ایسے ہیں جو خدا تعالےٰ کے سارے احسانوں کے باوجود اسے بھول جاتے ہیں۔ یہ چیز غیر طبعی ہے۔ ورنہ

انسان کی فطرت

یہی ہے کہ وہ اپنے احسان کرنے والے سے محبت کرتا ہے۔ لیکن کئی دفعہ گناہوں اور بد عادتوں کی وجہ سے انسانی فطرت سے دور جا پڑتا ہے فطرتی جذبات کو دوبارہ ابھارنے کے لئے نماز روزہ۔ زکوٰۃ اور ذکر الٰہی کی ضرورت ہے۔ یہ چیزیں انسان کو یکدم ہوشیار

دلا دیتی ہیں کہ اس نے فلاں ڈیوٹی ادا کرنی ہے۔ اکثر آدمی ایسے ہوتے ہیں۔ جو اپنے فرائض کو بھول جاتے ہیں۔ پھر سوتے سے انہیں اس طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔

ہمارے صلحاء اور اولیاء

میں سے ایک بزرگ ولایت کے مقام کو حاصل کرنے سے پہلے دنیا دار تھے۔ وہ دنیاوی کاموں اور لہو ولعب میں ہمیشہ مشغول رہتے تھے۔ ایک بزرگ نے جو ان سے پہلے کے واقف تھے دیکھا کہ وہ حج بیت اللہ کر رہے ہیں اور انہیں عبادت میں اتنا خشوع و خضوع حاصل ہے کہ وہ دوسروں کے لئے نمونہ بنے ہوئے ہیں۔ انہوں نے ان سے پوچھا کہ تمہاری حالت تو یہ تھی کہ تم ہر وقت لہو ولعب میں مشغول رہتے تھے اور خدا تعالےٰ کی طرف تمہیں توجہ پیدا ہی نہیں ہوتی تھی۔ اب تم میں یہ خشوع و خضوع اور تقوےٰ کیسے پیدا ہو گیا۔ انہوں نے کہا میں ایک دن اپنے مکان پر بیٹھا تھا۔ دوسرے دوست بھی میرے ساتھ تھے۔ مغنیات گانے کے لئے آئی ہوئی تھیں۔ باجے گاجے پاس رکھے تھے۔ گویا تعیش کے سب سامان موجود تھے۔ اور قریب تھا۔ کہ مجلس گرم ہوتی کہ ایک شخص رستہ سے گزرا۔ جب وہ میرے مکان کے نیچے پہنچا۔ تو یہ آیت پڑھتا جا رہا تھا کہ الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ

کیا مومنوں پر ابھی وہ گھڑی نہیں آئی

کہ خدا تعالےٰ کا نام سنکر ان کا دل ڈر جائے۔ اس بزرگ نے کہا مجھے پتہ نہیں اس شخص کی زبان میں کیا تاثیر تھی۔ اس آیت کا میرے کانوں میں پڑنا تھا کہ میں نے آگے بڑھ کر باجے گاجے توڑ دیئے اور دوستوں کو باہر نکال دیا۔ وضو کیا اور نماز پڑھی۔ اور اللہ تعالےٰ سے اپنے گناہوں کے لئے استغفار کیا۔ اور اس کے بعد سب جائداد دے کر حج کے لئے روانہ ہو گیا۔ اور اب ہجرت کر کے یہیں آگیا ہوں۔ دوسرے بزرگ کہتے ہیں مجھے تعجب ہوا کہ اللہ تعالےٰ کس طرح دلوں کو بدل دیتا ہے کہ عین مجلس تعیش میں ایک انسان جس نے شائد بطور تصنع بھی سادہ قرآن کریم نہ پڑھا ہو کسی کی زبان سے قرآن کریم کی ایک آیت سنتا ہے۔ اور اس سے اس کے دل کا [illegible] کھل جاتا ہے۔ اور وہ اپنے گ[illegible] توبہ کر لیتا ہے۔ پس انسا[illegible] آتے رہتے ہیں۔ لیکن ان کو[illegible] لئے کوشش کرنی پڑتی [illegible]

نماز روزہ

نزول عیسیٰ کی پیشگوئی امت محمدیہ کے کسی فرد کے ذریعہ پوری ہوگی

مسلمانوں کے ۲ دو گروہوں کا اعتقاد

نویں صدی ہجری کا ایک حوالہ

(از مکرم عبدالقادر صاحب لائل پور)

علامہ سراج الدین ابن الوردی نے سنہ ۸۲۲ھ
ہجری المقدس میں ایک کتاب "خریدۃ العجائب
وفریدۃ الغرائب" کے نام سے تصنیف کی۔ یہ
کتاب دینی و دنیوی عام معلومات (جنرل نالج)
کے لحاظ سے ایک بیش بہا مختصر تصنیف ہے
یہ کتاب مصر میں سنہ ۱۳۲۸ھ میں شائع ہوئی۔ اس
کتاب کے آخر میں "ذکر نزول عیسیٰ
بن مریم علیہما السلام" کے عنوان
کے نیچے اس باب میں احادیث کا خلاصہ دے
دیا گیا ہے۔ اس باب کے آخری حصہ میں علامہ
ابن الوردی تحریر کرتے ہیں کہ عقیدہ نزول مسیح
کے متعلق مسلمانوں میں تین گروہ ہیں۔ ایک فریق
تو اس یقین پر قائم ہے، اور اکثریت اس گروہ
کی ہے کہ نزول مسیح سے مراد بعینہٖ حضرت
عیسیٰ کا نزول ہے۔ دوسرا گروہ یہ مانتا ہے
کہ نزول عیسیٰ سے مراد مثیل عیسیٰ کی آمد
ہے۔ تیسرا گروہ یہ یقین رکھتا ہے کہ حضرت
عیسیٰ کی روح لے کر کوئی شخص پیدا ہوگا۔
جس کا نام عیسیٰ رکھا جائے گا۔ علامہ
ابن الوردی خود پہلے گروہ سے تعلق رکھتے
ہیں۔ لیکن انہوں نے دوسرے گروہوں کا
ذکر بھی کیا ہے۔

اصل حوالہ درج ذیل ہے۔

قال بعض المفسرین فی قولہ
تعالیٰ وان من اهل الکتاب
الا لیؤمنن بہ قبل موتہ
انہ عند نزول عیسیٰ وقال
عزوجل وما قتلوہ وما
صلبوہ ولکن شبہ لہم
ثم قال بل رفعہ اللہ علیہ
ثم اختلف المتادلون لہ
فقال اکثرہم واحقہم
بالتصدیق ھو عیسیٰ علیہ السلام
بعینہ یرد الی الدنیا و
قالت فرقۃ نزول عیسیٰ خروج
رجل یشبہ عیسیٰ فی الفضل
والشرف کما یقال للرجل
الخیر ملک وللشریر شیطان
تشبیھا بھما ولا یراد الاعیان
وقال قوم ردّ روحہ فی
رجل اسمہ عیسیٰ والآخران
لیسا بشئ واللہ اعلم ص ۲۱۴

ترجمہ: بعض مفسرین نے اللہ تعالیٰ کے
قول وان من اهل الکتاب الخ کے
متعلق لکھا ہے۔ کہ یہ واقعہ حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کے نزول کے وقت ہوگا اور اللہ تعالیٰ
عزوجل نے فرمایا ہے وما قتلوہ وما
صلبوہ ولکن شبہ لہم الخ پھر فرمایا
بل رفعہ اللہ الیہ۔ پھر تاویل کرنے
والوں نے اس بارہ میں اختلاف کیا ہے۔ اکثر
کی رائے یہ ہے۔ اور یہی زیادہ صحیح معلوم ہوتی
ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعینہٖ دنیا میں
لوٹائے جائیں گے۔ لیکن ایک فرقہ نے کہا ہے
کہ نزول عیسیٰ سے مراد ایک ایسے شخص کا
ظہور ہے۔ جو بزرگی اور شرف میں عیسیٰؑ کے
مشابہ ہوگا۔ جس طرح کہ نیک آدمی کو فرشتہ
اور شریر کو شیطان کہا جاتا ہے۔ یہ صرف تشبیہ
ہوتی ہے۔ اور یہ مراد نہیں ہوتی کہ بعینہٖ وہی
وجود ہیں۔ اور ایک قوم نے یہ کہا ہے کہ
عیسیٰ کی روح ایک ایسے انسان میں آئے گی
جس کا نام عیسیٰ ہوگا۔ لیکن آخری دونوں باتیں
بے حقیقت ہیں۔ واللہ اعلم

اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ علامہ ابن الوردی
اس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جو کہ حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کے بعینہٖ نزول کا قائل
ہے۔ لیکن آپ نے دوسرے دو گروہوں کا
ذکر بھی کیا ہے۔ جو نزول عیسیٰ سے مراد کسی
عیسیٰ صفت شخص کی آمد مراد لیتے ہیں۔ یا
اس امر کے قائل ہیں کہ امت محمدیہ کا کوئی فرد
کامل حضرت عیسیٰ کی روح لے کر آئے گا۔

اس حوالہ سے صاف ثابت ہے
کہ شروع سے امت محمدیہ میں نزول عیسیٰ
کے مسئلہ میں اختلاف رہا ہے۔ چونکہ یہ
ایک پیشگوئی تھی۔ پیشگوئیوں میں ایک پہلو
اخفا کا ہوتا ہے۔ تاآنکہ وہ پیشگوئی پوری
ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ نزول مسیح کا عقیدہ
ایک اختلافی مسئلہ بن گیا۔ کثرت لوگوں کی
اس پیشگوئی کو ظاہر پر محمول کرنے لگی۔ اکابر
صوفیاء اور بعض علمائے راسخین جن پر مسئلہ
بروز کی حقیقت روشن تھی۔ نزول مسیح سے
مراد حضرت مسیح کی بروزی آمد لیتے تھے۔ علامہ
ابن الوردی اپنے اعتقاد کے پیش نظر بروزی
آمد کے عقیدہ کو بے حقیقت لکھ گئے ہیں۔
لیکن [illegible]

ابن عربیؒ جیسی شخصیتیں بروزی آمد کی قائل ہیں
اور بعض دوسرے بزرگ بھی اسی طرف گئے ہیں
تو علامہ ابن الوردی کا تبصرہ اپنے عقیدہ
کی رو سے ایک ذاتی رائے سے زیادہ کوئی
حقیقت نہیں رکھتا۔

اب کیا فرماتے ہیں وہ علماء جو مدعی اس
بات کے ہیں کہ مثیل عیسیٰ کی آمد کا عقیدہ
صرف اور محض بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی اختراع
ہے۔ امت محمدیہ میں یہ عقیدہ نظر نہیں آتا۔
اس حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ شروع سے امت
محمدیہ میں حقیقت نزول عیسیٰ کا مسئلہ ایک
اختلافی مسئلہ رہا ہے۔ امت محمدیہ کے دو گروہ
نزول عیسیٰ سے امت محمدیہ کے کسی دوسرے
شخص کی آمد مراد لیتے ہیں۔ تاریخ ادیان اس
بات پر شاہد ہے۔ پیشگوئیوں کو ظاہر الفاظ
پر محمول کرنے والے گروہ کی ہمیشہ کثرت ہوتی
ہے لیکن جب وہ پیشگوئی پوری ہوتی ہے۔
تو اصل حقیقت منکشف ہو کر سامنے آ جاتی
ہے۔ چونکہ پیشگوئیوں میں ایک پہلو اخفاء
کا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی مشیت کے تحت
جس وقت چاہتا ہے اصل حقیقت پر مطلع کر دیتا ہے۔
مقام غور ہے کہ ابن صیاد کو صحابہ کرام مسیح الدجال
سمجھتے رہے۔ خود صادق و مصدوق صلے اللہ علیہ
وسلم اس خدشہ کا اظہار کرتے ہیں کہ ابن صیاد
ہی دجال نہ ہو (مشکوٰۃ) بعد میں یہ عقدہ کھلا
کہ ابن صیاد مسیح الدجال نہیں ہے۔ جب مسیح الدجال
کی تعیین میں صحابہ کرام میں اختلاف رہا تو مسیح موعود
کی پیشگوئی میں اجتہادی غلطی کا ہونا ممکن ہے۔
لہٰذا اکثرت اور قلت کا سوال بے معنے ہے۔
قرون اولیٰ سے یہ ایک اختلافی مسئلہ رہا ہے۔
اللہ تعالیٰ کی مشیت نے یہ پیشگوئی امت محمدیہ
کے کسی فرد کے ذریعہ پوری کرنی تھی۔ مبارک
ہیں وہ لوگ جو کہ ظاہر پرستی کے باعث
ٹھوکر نہیں کھاتے۔ بلکہ اصل حقیقت پر نظر
رکھتے ہیں۔

ریڈیو ٹیلیگراف اپریٹرز کا امتحان

Radio Telegraph operators Exam

یہ امتحان ۲۵-۱-۵۴ کو کراچی میں ہوگا۔ فارم ہائے
درخواست اور سلیبس ڈائریکٹر جنرل پاکستان پوسٹس
اینڈ ٹیلیگرافس کراچی سے طلب ہوں۔ درخواستیں
۱۰-۱-۵۴ تک ان کو پہنچنی لازم ہیں۔ رسول لاہور
(۲۱-۱۲-۵۳) (ناظر تعلیم و تربیت)

ضروری اطلاع

"المصلح" کا دفتر صرف ایام جلسہ سالانہ میں بمقام ربوہ کھولا جا رہا ہے۔ تاکہ خریداران اس موقع پر ادائیگی چندہ و حساب فہمی بہ آسانی کر سکیں۔

احباب سے التماس ہے کہ اس موقعہ سے پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش فرمائیں اور زیادہ سے زیادہ نئے خریدار مہیا فرما کر اشاعت کا ثواب حاصل کریں۔

مذکورہ بالا مصروفیت کے باعث ۲۵ ر دسمبر ۱۹۵۳ء کو اس سال کا آخری پرچہ شائع ہوگا۔ اور جلد نمبر ۶ پرچہ نمبر ۲۲۲ پر اختتام پذیر ہوگی انشاء اللہ اس کے بعد یکم صلح ۱۳۳۳ ہش (مطابق یکم جنوری ۱۹۵۴ء) کو انشاء اللہ جلد نمبر ۷ کا پہلا پرچہ شائع ہوگا۔ قارئین کرام کی خدمت میں اطلاعاً عرض ہے جلسہ سالانہ کے موقع پر جلسہ گاہ کے قریب المصلح کا دفتر کھل رہے گا جہاں سے تبصرہ والا پرچہ اور دیگر خاص نمبر مل سکیں گے۔ تبصرہ کی قیمت ۶ ر فی کاپی ہوگی۔ احباب کرام کے لئے محصول ڈاک کی بچت کرنے کا خاص موقعہ ہے تقسیم کی غرض سے خریدنے والے احباب کو خاص کمیشن دیا جائے گا۔

۱۰۰	پرچہ کے خریدار کو	۱۲½ فی صدی
۲۰۰	〃 〃 〃 〃	۱۵ 〃 〃
۳۰۰	〃 〃 〃 〃	۲۰ 〃 〃
۵۰۰	〃 〃 〃 〃	۲۵ 〃 〃
۱۰۰۰	〃 〃 〃 〃	۳۰ 〃 〃

(جنرل مینجر اخبار المصلح کراچی)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تازہ تصنیف

"تعلق باللہ" شائع ہوگئی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گزشتہ جلسہ سالانہ ۱۹۵۲ء پر جو معرکۃ الآراء تقریر فرمائی تھی۔ وہ "تعلق باللہ" کے نام سے شائع ہو گئی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستگی اور تعلق کی کیفیت بیان کی گئی ہے اور اس کی نہایت لطیف اور عارفانہ تشریح کی گئی ہے۔

احباب صیغہ ہذا سے یہ کتاب حاصل کریں۔

ضخامت ۱۲۸ صفحات قیمت صرف ۱۲ ر

صیغہ بک ڈپو تالیف و اشاعت ربوہ۔ (انچارج صیغہ)

الشرکۃ الاسلامیہ کے حصص خریدنے والوں کی خدمت میں گذارش

جن احباب نے۔ الشرکۃ الاسلامیہ کے حصص خریدے ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی صاحب ایسے ہیں۔ جنہیں ان کی ادا کردہ رقوم کی رسید نہیں ملی۔ تو وہ دفتر ہذا کو لکھ کر رسید حاصل کر لیں۔ مکرم مولوی ظہور حسین صاحب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دیال گڑھی اور مولوی محمد عطاء اللہ صاحب نے جو رسیدات جاری کی ہیں۔ وہ دفتر ہذا کی رسیدات سمجھی جائیں۔ ابتداء میں الگ رسیدات طبع نہیں ہوئی تھیں اس لئے جس دوست کو رسید نہ ملی ہو۔ وہ اب دفتر میں اطلاع دے کر حاصل فرمائیں۔ نیز اس دفتر کو "الشرکۃ الاسلامیہ" ہی کے متعلق تحریر فرمائیں۔ دی اورینٹل اینڈ ریلیجس پبلشنگ کارپوریشن دوسری کمپنی ہے۔ جس کا تعلق تحریک جدید سے ہے

(انچارج صیغہ تالیف و تصنیف صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

زکوٰۃ کی ادائیگی [illegible] ہے

تحریک جدید میں شمولیت کے [illegible]

(۱) "گو اس تحریک میں شامل ہونا اختیاری ہوگا [illegible] اس خیال کے [illegible] شامل نہیں ہوگا۔ کہ [illegible] وہ ہونے سے پہلے [illegible] دنیا میں یا مرنے کے بعد [illegible]

(۲) "میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہر وہ شخص جو اپنے [illegible] تحریک پر تنگی آئے گا۔ اور وہ شخص جو حد المقدر [illegible] اس کا ایمان کھویا جائے گا"

(۳) "ہم تو جب بھی کوئی بات کہیں گے۔ محبت سے کوئی یہ استدلال کرتا [illegible] کہ حکم نہیں۔ تو اسے نہ تو ہمارے اختیار میں [illegible] اور نہ ہی ہم ایسے احکا[illegible] ایسے لوگ جو حکم تلاش کرتے ہیں۔ وہ اس جماعت میں [illegible] فائدہ وہی حاصل کر سکتا ہے۔ جو محبت کے تعلق کو [illegible] حکم کہی گئی ہے۔ یا نہیں۔ بلکہ صرف یہ دیکھے کہ جس [illegible] ضروری کہا ہے۔ اور اس کے نقش قدم پر چلنا لازمی [illegible]

(وکیل المال ثانی تحریک جدید)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی [illegible] جماعت کے نام ضرو[illegible]

(۱) "اپنا روپیہ امانت تحریک [illegible] میں رکھوائیں [illegible] رکھوانا فائدہ بخش بھی ہے۔ اور خدمت دین بھی [illegible]

(۲) "میں تو جب بھی تحریک جدید کے مطالبات [illegible] میں امانت فنڈ کی تحریک پر میں خود حیران ہو جایا کرتا [illegible] کی تحریک الہامی تحریک ہے۔ کیونکہ بغیر کسی بوجھ [illegible] سے ایسے ایسے کام ہوئے ہیں۔ کہ جاننے والے [illegible] میں ڈال دینے والے ہیں" (حضرت خلی[illegible]

ضروری یاد داشت

امانت ذاتی [illegible] امانت تحریک [illegible]

دوست امانت تحریک جدید میں روپیہ جمع کراتے [illegible] ضرور یاد رکھیں۔

امانت دہندگان کی سہولت کے لئے [illegible]

لاہور یا کراچی کے دوست تحریک جدید کی رقوم [illegible] لائیڈز بنک لاہور یا حبیب بنک لاہور میں جمع کرا[illegible] تو ہم ان کے حساب میں رقم جمع کر لیں گے۔

مزید تفصیل معلوم کرنے کے لئے [illegible] ربوہ سے خط و کتابت کریں۔ (افسر امانت تح[illegible]

اعلانات دار القضا[illegible]

(۱) سید طفیل محمد صاحب مرحوم ساکنہ لوئیہ [illegible] ٹیلر ماسٹر کو قرض دیا تھا۔ جس سے مبلغ ۲۳۶ [illegible] ۱۵۱۲ روپے ابھی مزید قابل وصول ہیں۔ یہ روپیہ [illegible] کرنا چاہتے ہیں۔ کہ جوں جوں روپیہ وصول ہو ان کو [illegible] کو اعتراض ہو۔ تو پندرہ دن کے اندر قضاء کو اطلاع [illegible] مرحوم (جہلمی) کی امانت ذاتی صدر انجمن احمدیہ ربوہ [illegible] وارثین کے نام منتقل کرنے پر کسی کو اعتراض ہو تو پندرہ دن [illegible] جائے گا۔

ناظر دعوۃ و التبلیغ [illegible]

…نہ جماعت احمدیہ

…دسمبر ۱۹۵۳ء

…تح ۱۳۳۲ ہش

…بر ۱۹۵۳ء بروز ہفتہ

…ا اجلاس

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ امام جماعت احمدیہ

حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب ڈی۔ڈی
سابق مبلغ انگلستان

جناب سید شاہ محمد صاحب رئیس التبلیغ انڈونیشیا

…لام کی تعلیم } جناب مرزا عبد الحق صاحب بی اے ایل ایل بی
پراونشل امیر پنجاب سرگودھا

…س بعد نماز ظہر و عصر

…و نظم

…ں کوئی
…ئی نہیں } جناب قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری
پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ

…اری ذمہ داریاں ۔ جناب مولوی قمر الدین صاحب فاضل انسپکٹر تعلیم و تربیت ربوہ

…ۃ تاثیر کے
…یاں } جناب مولوی عبد الغفور صاحب فاضل مبلغ سلسلہ

…ز ۲۷ دسمبر ۱۹۵۳ء بروز اتوار

پہلا اجلاس

…ن کریم و نظم

…یں جماعت احمدیہ
…خدمات } جناب صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب [illegible]
بی اے ۔ وکیل التبشیر تحریک جدید

۵ منٹ وقفہ برائے اعلانات

…کیۂ نفس جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ

…منٹ وقفہ برائے اعلانات

…کے متعلق اسلامی تعلیم : صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب پرنسپل تعلیم الاسلام کالج لاہور

…لاس بعد نماز ظہر و عصر

…قرآن کریم و نظم

…ۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ امام جماعت احمدیہ

…۲۸ دسمبر ۱۹۵۳ء بروز پیر

…و نظم

جناب مولوی عبد الرحیم صاحب درد ایم اے
ناظر امور عامہ و خارجہ

…منٹ برائے اعلانات

…صلی اللہ علیہ وسلم ۔ جناب مولوی جلال الدین صاحب شمس
سابق امام مسجد لندن

…منٹ برائے اعلانات

…زادی کے متعلق
…م کا نقطہ نظر } جناب ملک عبد الرحمن صاحب خادم
بی۔ اے۔ ایل ایل بی

…جلاس بعد نماز ظہر و عصر

…قرآن کریم و نظم

…ۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ امام جماعت احمدیہ

…ر ناظر دعوۃ و تبلیغ ہوگا
…کو بولنے کی اجازت نہ ہوگی۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ ربوہ

پروگرام شب بر موقع جلسہ سالانہ ۱۹۵۳ء

۲۶ دسمبر ۱۹۵۳ء

زیر صدارت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر

۷ بجے شب سے ۸-۴۰ تک

وقت	پروگرام		نام
۷ سے ۷-۱۵ تک	تلاوت قرآن کریم		السید محمد سلیم الحسن الجابی
۷-۱۵ سے ۷-۲۵ تک	نظم		مسٹر رحیم بخش آف گی آنا
۷-۲۵ سے ۷-۴۰ تک	تقریر بزبان اردو	حالات انڈونیشیا	مکرم صالح الشیبی صاحب انڈونیشین
۷-۴۰ سے ۷-۵۵ تک	عربی	شام میں احمدیت	السید محمد سلیم الحسن الجابی
۷-۵۵ سے ۸-۱۰ تک	اردو	میں نے اسلام کیوں قبول کیا	مسٹر عبد الشکور صاحب کنزے
۸-۱۰ سے ۸-۲۵ تک	"	"	مسٹر رشید احمد صاحب امریکن
۸-۲۵ سے ۸-۴۰ تک	انگریزی	امریکہ میں اسلام	مسٹر عبد الشکور رش

(ناظر دعوۃ و تبلیغ ربوہ)

جلسہ سالانہ ۱۹۵۳ء کے موقع پر
حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ سے ملاقات کا پروگرام

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات دوران ایام جلسہ سالانہ کا پروگرام درج ذیل ہے۔ احباب کو چاہیئے کہ وقت مقررہ پر پہنچنے کی کوشش فرمائیں۔

(۲) جماعتوں کے سامنے جو وقت دیا گیا ہے۔ وہ اس تعداد کے مدنظر ہے۔ جو گذشتہ سال ۱۹۵۲ء میں ملاقات کرنے والوں کی تھی۔ افراد کی کمی بیشی کے ساتھ وقت کی کمی بیشی ہوتی رہے گی۔

(۳) جو جماعت مقررہ وقت پر کسی وجہ سے ملاقات نہ کر سکے گی۔ اسے ۲۹ دسمبر ۱۹۵۳ء کو وقت مل سکے گا۔ یہ نہیں ہوگا۔ کہ دوسری جماعتوں کے پروگرام کو بدلا جائے۔

(۴) وقت مقررہ کی پابندی (وقت ترتیب دیتے وقت بھی بتا دیا جائے گا) نہایت ضروری ہے۔ امید ہے۔ انتظامی دقتوں کے مدنظر آپ تعاون فرمائیں گے۔ انشاء اللہ

(۵) ملاقات صبح ۸ بجے اور شام ۷ بجے شروع ہوا کرے گی۔

(۶) حضور کی طبیعت آج کل ناساز ہے۔ اس لئے حضور کی طبیعت کی خرابی کے سبب اگر کوئی تبدیلی کرنی پڑی۔ تو اس کا اعلان کر دیا جائے گا۔ جماعتیں مطلع رہیں۔

(پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح)

نام جماعت	وقت
۲۶ دسمبر صبح ۸ بجے	
جماعت ہائے لاہور شہر و ضلع	۲۵ منٹ
۲۶ دسمبر شب ۷ بجے	
جماعت ہائے صوبہ سرحد	۵۰ "
" گجرات شہر و ضلع	۵۰ "
" کیمل پور و اٹک	۸ "
" شیخوپورہ	۴۰ "
۲۷ دسمبر صبح ۸ بجے	
جماعت ہائے ملتان شہر و ضلع	۲۵ منٹ
" آزاد کشمیر	۱۰ "
" صوبہ سندھ	۲۵ "
۲۷ دسمبر شب ۷ بجے	گھنٹہ منٹ
جماعت ہائے سیالکوٹ شہر و ضلع	۱-۳۰
بیعت	۲۰ منٹ
جماعت ہائے کوئٹہ بلوچستان / " ریاست بہاولپور	۲۰ "
۲۸ دسمبر صبح ۸ بجے	
جماعت ہائے مظفر گڑھ شہر و ضلع	۳ منٹ

نام جماعت	وقت
جماعت ہائے راولپنڈی شہر و ضلع	۲۰ منٹ
بیعت	۱۰ "
" جہلم شہر و ضلع	۲۵ "
۲۸ دسمبر شب ۷ بجے	
جماعت ہائے لائل پور شہر و ضلع	گھنٹہ منٹ ۱-۳۰
بیعت	۱۰ منٹ
جماعت ہائے کراچی	۴۰ "
" سرگودھا شہر و ضلع	۵۰ "
۲۹ دسمبر صبح ۸ بجے	
جماعت ہائے جھنگ شہر و ضلع	۲۵ منٹ
بیعت	۱۲ "
جماعت ہائے میانوالی شہر و ضلع	۳ "
" گوجرانوالہ "	۴۰ "
" منٹگمری "	۴۰ "
ایسٹ پاکستان	۵ "
ہندوستان	۵ "
بیرونی ممالک	۵ "

۶ مارچ کی صبح کو ہمیں احساس ہو گیا تھا کہ شہر کو فوج کے حوالے کرنا ضرو...

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں میاں انور علی سابق انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب کے بیان کا بقیہ حصہ

سوال۔ کیا یہ آپ کے علم میں ہے کہ کوئی خاص صورت حال فوج کے سپرد کی گئی۔ جواب۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے مجھے بتایا کہ مجسٹریٹوں نے خاص احکام دیئے تھے فوج نے ان کو نہیں مانا۔ میں نے انہیں تحریری طور پر رپورٹ کرنے کو کہا۔ جہاں تک مجھے علم ہے انہوں نے تحریری رپورٹ نہیں کی۔ سوال۔ کیا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے آپکو کوئی واقعہ بتایا تھا۔ جواب۔ جی نہیں۔ سوال کیا یہ صحیح ہے کہ کابینہ کا چھٹا فیصلہ یہ تھا کہ فوج جہاں یہ محسوس کرے کہ صورت حال میں اسے مداخلت کرنی چاہیئے وہ اپنے کمانڈر کے تحت اپنے خیال کے مطابق عمل کرے جواب۔ میرا یہ خیال نہیں سوال۔ پانچ مارچ کو یہ فیصلہ کیا گیا کہ فوج مجسٹریٹ اور پولیس کو ساتھ لیئے بغیر یا غیر قانونی اجتماعوں کو منتشر کرنے کے لیئے آزادانہ طور پر بھی کام کرے گی۔ کیا اس فیصلہ پر عمل ہوا تھا۔ جواب جی نہیں۔ سوال۔ کیا فوج نے درحقیقت آزادانہ طور پر کام کیا تھا جواب نہیں۔ مارشل لا کے اعلان تک نہیں۔ سوال۔ کیا ۵ تاریخ کے فیصلہ سے پہلے بھی فوج پولیس کے بغیر گشت کے لیے نکلا کرتی تھی۔ جواب جی ہاں سوال۔ گواہ پر جرح جاری تھی کہ وکیل نے پوچھا آپ نے اپنے تحریری بیان پر فوج کے خلاف جن رنجشوں پر زور دیا ہے وہ اب کہاں گئیں۔ جواب۔ فوج نے یہ اثر قائم کیا تھا کہ وہ گولی نہیں چلائیں گے۔ کیونکہ ان کے افسروں نے بعض ایسے موقعوں پر ہار پہننے کی اجازت دی تھی۔ جب کہ پولیس کو گالیاں دی گئیں اور بعض مظاہرین نے ان کے ذاتی حصے کے دکھانے سے ان کی بے عزتی کی۔ ایک موقعہ پر ایک فلمی اشتہار میں رب انسپکٹر گوالمنڈی کو ہیرو اور ان کی ہمشیرہ کو ہیروئین کے طور پر دکھایا گیا تھا۔ مسٹر محمد حسین ایس پی اور آغا محمدی نے مجھے بتایا کہ وہ ان حالات میں ندامت محسوس کر رہے ہیں۔ جبکہ فوجی افسر بلوائیوں سے ہار پہننے کے لیئے اپنی گردن جھکا دیتے ہیں۔ ۵ تاریخ کی شام کو تجویز پیش کی گئی کہ شہر کے اندر اور اس کے قریب رہنے والے پولیس افسروں کے ذہن میں اعتماد پیدا کرنے کے لیئے دستوں کو تھانوں میں رکھا جائے لیکن فوجی کمانڈر نے اس تجویز کو ماننے سے انکار کر دیا۔ عدالت نے پوچھا کیا ۴ تاریخ کی شام کو مسجد وزیر خان میں فردوس شاہ کے قتل کے بعد فوج بلائی جا سکتی انہوں نے اس کا جواب اثبات میں دیا۔ سوال۔ پولیس مسجد وزیر خان میں کیوں نہ گئی جہاں پولیس افسر کو قتل کیا گیا تھا۔ جواب ہمارا یہ خیال تھا کہ جب تک ہم تمام حفاظتی انتظامات نہ کر لیں سرکاری نقصان کا مزید احتمال ہے کیونکہ گلیاں تنگ ہیں۔ اور کمک آسانی سے نہیں پہنچ سکتی۔ اور آبادی عموماً زیادہ پُر جوش تھی۔ سوال کیا آپ اپنے ہمراہ فوج کو نہ لے جاتے تھے۔ جواب۔ فوج بھی مارشل لا کے نفاذ کے ۴۸ گھنٹے بعد تک مسجد وزیر خان تک نہ جا سکی۔ اور اسے بھی جانے کے لیے مسجد کی بجلی اور پانی کی سپلائی بند کرنا پڑی تھی اور مسجد میں داخل ہونے سے پہلے اس نے مسجد کے گرد خاردار تار لگا دیا۔ سوال۔ کیا آپ یہ سمجھتے ہیں ۴ مارچ کو جو صورت حال تھی۔ اس کے پیش نظر مسجد کو فوج کے حوالے کرنا حق بجانب تھا جواب نہیں۔ سوال۔ کیا مسجد وزیر خان ۴ مارچ کو بھی سرگرمیوں کا مرکز نہ تھی۔ اور مولانا عبدالستار نیازی مسجد میں اس وقت نہ تھے۔ جواب جی ہاں۔ سوال۔ کیا انہیں ۴ مارچ کی شام سے پہلے گرفتار کرنے کا فیصلہ نہ ہوا تھا جواب جی ہاں۔ سوال۔ اگر فوج ۴ مارچ کو مسجد وزیر خان کے گرد گھیرا ڈال لیتی۔ اور تمام صورت حالات اس کے اختیار میں ہوتی۔ تو آپ کے خیال میں کیا ہوتا۔ جواب۔ اور زیادہ خون خرابہ ہوتا۔ ہمیں اس وقت یہ خیال بھی نہ تھا کہ دو روز بعد مارشل لا لگا دیا جائیگا۔ اور فوج صورت حال سے نپٹے گی۔

وکیل نے جرح جاری رکھتے ہوئے پوچھا کیا آپ اور دوسرے افسروں کی وزیراعلے سے کوئی کانفرنس ۴ مارچ کو منعقد ہوئی تھی میاں انور علی نے جواب دیا۔ ہم تمام صورت حالات بیان کرنے کے لیئے جمع ہوئے تھے۔ سوال آپ نے انہیں کیا اطلاع دی۔ جواب میں نے انہیں بتایا اس دن شہر میں کیا ہوا تھا۔ میں نے یہ بھی کہا کہ صورت حالات سے مؤثر طریق پر نپٹ رہے ہیں۔ سوال۔ آپ وزیراعلے کے گھر سے کب واپس آئے۔ جواب۔ آدھی رات کے وقت۔ سوال کیا اس رات، ایک اور دو بجے کے درمیان وزیراعلے نے آپ کو پھر طلب کیا۔ جواب جی ہاں۔ جن دوسرے افراد کو طلب کیا تھا۔ ان میں جنرل افسر کمانڈنگ اور ان کا عملہ۔ چیف سکرٹری۔ ہوم سکرٹری اور ملک حبیب اللہ شامل تھے۔ مجھے یاد نہیں کہ آیا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس بھی وہاں موجود تھے یا نہیں۔ سوال۔ وزیراعلے نے آپ کو جانے کے فوراً بعد پھر کیوں طلب کیا۔ جواب۔ کیونکہ وہ مزید فوجی امداد حاصل کرنا چاہتے تھے۔ سوال۔ کیا اس کانفرنس میں فوج اور پولیس کے درمیان تعاون کے سوال پر غور کیا گیا۔ جواب۔ انہوں نے کہا اس امر کی تفصیلات کہ پولیس اور فوج آپس میں کس طرح تعاون کریں۔ فوجی اور شہری حکام آپس میں طے کر لیں گے۔ سوال۔ کانفرنس کتنا عرصہ جاری رہی۔ جواب۔ کافی رات گئے تک کیونکہ جنرل افسر کمانڈنگ اور اس کے عملہ نے آنے میں کافی دیر کر دی۔ سوال کیا آپ نے یہ نہیں کہا تھا کہ ۵ بجے صبح تک جاری رہی۔ جواب۔ کہا ہوگا۔

عدالت نے گواہ سے پوچھا کیا اس کانفرنس میں یہ بحث ہوئی تھی کہ فوج اور پولیس گولی چلائے۔ گواہ نے جواب دیا۔ تفصیلات زیر بحث نہیں آئیں۔ سوال کیا وزیراعلے کی طرف سے شہری حکام کو یہ صاف اور واضح حکم تھا۔ کہ وہ گولی چلا سکتے ہیں جواب۔ جی ہاں۔ ہم نے اس سے پہلے شام کو گولی چلائی تھی۔ اور ہمارے اس اقدام کو انہوں نے پسند کیا

مسٹر دولتانہ کے وکیل صفائی نے جرح جاری رکھی جس کے جواب میں گواہ نے کہا مجھے یاد ہے کہ وزیراعلے کا یہ خیال تھا کہ فوج پوری مدد کرے۔ یہاں تک کہ وہ گولی چلانے میں بھی مدد دے۔ سوال ۵ مارچ کی صبح کو کابینہ کی جو اجلاس ہوا آپ اس میں شریک تھے جواب جی ہاں۔ سوال کیا اس کی صدارت گورنر پنجاب نے سرانجام دیئے اور اس میں جنرل آفیسر کمانڈنگ اعلے شہری حکام مثلاً چیف سیکرٹری۔ ہوم سیکرٹری مسٹر عالم ڈی۔ آئی۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ڈی اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور ایس۔ ایس۔ پی موجود تھے۔ جواب جی ہاں سوال۔ کیا آپ یاد

کالجوں کے طلباء سے ضروری گذارش

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس وقت کراچی - ملتان - لائل پور - راولپنڈی اور لاہور میں احمدیہ انٹر کالجیئٹ ایسوسی ایشنز قائم ہیں۔ رسال رواں کے نئے انتخابات ہونے کے بعد ایسوسی ایشنز مقامی طور پر اپنے تجویز کردہ لائحہ عمل کے مطابق اپنی سرگرمیوں میں مصروف ہونگی۔ تمام ایسوسی ایشنز کا باہمی رابطہ یقیناً موجودہ صورت سے زیادہ سود مند ہوگا۔ اس لئے میری گذارش ہے کہ عہدیداران آپس میں سلسلہ خط و کتابت کا اجراء کریں۔ اور اسطرح سے ایک دوسرے کے زیادہ قریب ہونے کی کوشش کی جائے۔ ممکن ہو۔ تو اپنی تقریبات پر باقی ایسوسی ایشنز کے نمائندوں کو مدعو کیا جائے۔ اور اشتراک عمل سے اپنے وجود کو جماعت کے لئے زیادہ سے زیادہ مفید بنایا جائے۔

اس مقصد کے حصول کے لئے انشاء اللہ اسسال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر احمدیہ انٹر کالجیئٹ ایسوسی ایشن لاہور کی طرف سے ایک دعوت کا انتظام کیا جا رہا ہے جس میں تمام پریذیڈنٹ اور سیکرٹری صاحبان سے شمولیت کی درخواست کی جائے گی۔ جس جگہ پر ایسوسی ایشن قائم نہیں۔ وہاں ہر کالج سے دو نمائندے بذریعہ مقامی امیر مدعو کئے جائیں گے۔ تفصیلات بذریعہ خطوط بھیجی جا رہی ہیں۔ بعض مقامات کے امراء اور عہدیداران ایسوسی ایشن کے پتہ جات کا ہمیں علم نہیں۔ اس لئے ہماری طرف سے دعوت نامہ موصول ہونے کی صورت میں اپنے پتہ جات سے مطلع فرمائیں مجھے امید ہے کہ متعلقہ احباب جماعتی مفاد کے پیش نظر پورا تعاون فرمائیں گے۔

خاکسار محمود سعید احمد پریذیڈنٹ احمدیہ انٹر کالجیئٹ ایسوسی ایشن لاہور
مکان ۱۲ گلی ۱۹ دھرم پورہ لاہور

پتہ مطلوب ہے

عبدالواحد صاحب ولد کرم الدین صاحب ساکن چک ۱۲۵ شمالی ڈاک خانہ سلانوالی ضلع سرگودھا کے موجودہ پتہ کی ضرورت ہے۔ کسی دوست کو علم ہو تو مطلع فرمائیں۔

درخواست: رشید محمد ہیڈ ماسٹر سکول دھاریوالی تحصیل و ضلع شیخوپورہ

مجالس خدام الاحمدیہ! مالی ہفتے کی مساعی کی رپورٹ فوراً بھجوائیں

(معتمد مرکزیہ)

(بقیہ صفحہ ۶)

سوال۔ مسٹر چندریگر نے اپنی گواہی میں بیان کیا ہے۔ کہ آپ نے ان سے کہا تھا۔ کہ فوج تعاون نہیں کر رہی۔ اور کئی مواقع ایسے آئے۔ جب فوج کو گولی چلانا چاہئے تھی۔ کیا یہ ٹھیک ہے؟ جواب۔ جی ہاں میں نے ایسی شکایت کی تھی

سوال۔ کیا ملک حبیب اللہ نے ۵ ر مارچ کو منعقد ہونے والے جلسہ کی روداد قلمبند کی تھی؟ جواب۔ جی ہاں انہوں نے کچھ نوٹ لیے تھے۔ سوال۔ کیا دستاویز۔ ڈی ای ۲۳۱ یہ نوٹ ہیں۔؟ جواب۔ جی ہاں۔ سوال کیا اس سے اس کانفرنس کے فیصلوں کا صحیح طور پر پتہ چلتا ہے۔ جو وہاں ہوئے؟ جواب۔ جی ہاں۔ عدالت نے سوال کیا کہ کانفرنس کے خاتمہ کے کتنا عرصہ بعد یہ نوٹ لئے گئے۔ گواہ نے بتایا کہ اسی شام کو کانفرنس غروب آفتاب کے فوراً بعد ہوئی۔ سہ پہر کی کانفرنس تین بجے ختم ہو گئی تھی۔ سوال۔ کیا اسی یادداشت میں کہیں درج ہے کہ فائرنگ روک کر کی جائے۔ جواب۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ گورنر نے کہا تھا۔ کرفیو کی اصطلاحی خلاف ورزی پر کوئی کاروائی نہ کی جائے۔ اس فیصلہ سے صبح کے فیصلہ میں ترمیم ہو گئی۔ جس کے مطابق زیادہ سے زیادہ قوت استعمال کرنی تھی۔ وکیل نے جرح جاری رکھتے ہوئے پوچھا۔ اس سے صبح کے فیصلے میں کس حد تک ترمیم ہوئی۔ انہوں نے کہا یہ بات فیصلہ کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ سوال۔ کیا اس کا مطلب یہ نہیں کہ تشدد کرنے والے بلوائیوں پر گولی چلانے کا جو فیصلہ صبح ہوا تھا۔ وہ برقرار ہے۔ مگر صرف کوئی ٹیکنیکل خلاف ورزی ہو۔ تو اس پر عمل نہ کیا جائے؟ جواب۔ شام کا فیصلہ اس لئے کیا گیا تھا۔ کہ دن کے وقت ایسے غیر قانونی اجتماعوں پر بھی گولی چلائی گئی تھی۔ جو تشدد کی حرکتوں میں مصروف نہ تھے اور انہوں نے صرف منتشر ہونے سے انکار کیا تھا۔ اگلے روز صبح سات بجے گورنمنٹ ہاؤس میں وزیر اعلیٰ دوسرے وزیر اور گورنر موجود تھے۔ جیسے جیسے وقت گذرتا گیا افسر اور شہری بھی آتے گئے۔

سوال۔ کیا آپ نے اس وقت وزیر اعلیٰ یا وزارت کے کسی سیاسی رکن سے کوئی بات چیت کی؟ جواب۔ میں بیان کر چکا ہوں کہ میں نے مرزا نعیم الدین کو وزیر اعلیٰ کے سامنے پیش کیا۔ سوال۔ کیا مرزا نعیم الدین نے کہا کہ زیادہ تشدد کرنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ صورت حال پر قابو پانے کے لئے سیاسی طور پر کچھ کرنا چاہیئے۔ جواب۔ جی نہیں انہوں نے صرف دی کہا تھا۔ جو میں بیان کر چکا ہوں۔ یعنی عوام بہت ہی پرجوش ہیں۔ کیونکہ حکومت نے مطالبات پر غور بھی نہیں کیا۔ اس کا انہیں سخت غصہ ہے۔ اس لئے اگر طاقت استعمال کی گئی تو عوام بہت زیادہ پرجوش پیدا ہوگا۔ سوال۔ کیا گورنر یا کیبنٹ نے یا کابینہ نے آپ کو کوئی اور ہدایت دی۔ جواب۔ نہ وزیر اعلیٰ نے نہ کسی اور وزیر نے کوئی ہدایت دی۔ سوال۔ یہ کس کی پالیسی تھی۔ کہ چونکہ ۶ ر مارچ جمعہ کا دن ہے۔ اس لئے اس روز بے ضرورت فائرنگ نہیں ہونی چاہیئے؟ جواب۔ یہ ہماری پالیسی تھی۔ اور حکومت نے اسے منظور کیا سوال۔ ہماری پالیسی سے آپ کی کیا مراد ہے؟ جواب۔ میرا مطلب ہے کہ وہ پالیسی جو ہوم سکریٹری۔ چیف سکریٹری۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور مقامی پولیس اور سی آئی ڈی کے حکام سے مشورہ کرنے کے بعد وضع کی گئی۔ اس کے بعد عدالت نے گواہ سے چند سوالات کئے۔ سوال۔ آپ نے تحریری بیان میں کہا ہے۔ کہ تیسرے پہر وزراء کی ایک میٹنگ ہوئی جس کی صدارت گورنر نے کی اور جس میں صورت حال پر غور کیا گیا۔ اطلاعات کے مطابق بدامنی کا آخری واقعہ دن کے ڈھائی بجے ہوا تھا۔ اس واقعہ میں ایک پولیس پارٹی پر حملہ کیا گیا تھا اور پولیس کی ایک لاری کو آگ لگائی گئی تھی کابینہ نے فیصلہ کیا کہ چونکہ کوئی واقعہ نہیں ہوا ہے۔ اور شہر میں امن ہے اس لئے فائرنگ سے جتنا اجتناب ہو سکے کیا جائے۔

سوال۔ کیا آپ کے بیان کا یہ حصہ اس کانفرنس سے متعلق نہیں۔ جو شام کو ہوئی تھی۔ اور جس کی کاروائی ملک حبیب اللہ نے لکھی تھی؟۔ جواب میرے تحریری بیان میں اس میٹنگ کا وقت غلط لکھا ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ میرے بیان کا یہ حصہ اس میٹنگ سے متعلق ہے۔ جو غروب آفتاب کے وقت ہوئی تھی۔ اور جس کی کاروائی ملک حبیب اللہ نے قلمبند کی تھی۔ سوال۔ آپ نے اس نوٹ میں فائرنگ روک کر کرنے کی وجہ یہ دی ہے کہ شہر میں کوئی واقعہ نہیں ہوا ہے اور امن ہے۔ اس لئے فائرنگ سے جتنا ہو سکے اجتناب کیا جائے۔ کیا یہ درست ہے؟ جواب۔ جی ہاں۔ وکیل نے مزید جرح کرتے ہوئے پوچھا۔ آپ نے تحریری بیان میں لکھا ہے۔ کہ فائرنگ سے جتنا اجتناب ہو سکے کیا جائے۔ اس سے آپ کی کیا مراد ہے؟ گواہ نے کہا میرا مطلب یہ ہے۔ کہ شام کی میٹنگ میں یہ طے پایا تھا۔ کہ فائرنگ میں آئندہ احتیاط برتی جائے۔ سوال۔ کیا آپ نے پانچ مارچ کی شام کی میٹنگ میں اس روز کے واقعات بیان کئے تھے۔ جواب جی ہاں۔ کیا آپ نے اس میٹنگ میں بیان کیا تھا کہ شہر میں حالت اتنی سدھر چکی تھی کہ بدامنی کا آخری واقعہ دن کے ڈھائی بجے ہوا تھا۔ جواب۔ جی ہاں حالت اتنی سدھر چکی تھی۔ کہ ڈھائی بجے کے بعد کوئی واقعہ نہیں ہوا تھا۔ سوال۔ کیا پانچ مارچ کی شام کو حالت ایسی تھی کہ شہر کو فوج کے حوالے کر دینا ضروری تھا۔ جواب۔ جی نہیں۔ سوال۔ کیا ۵ ر مارچ کی رات کو کوئی خطرناک واقعہ ہوا تھا۔ جواب۔ جہاں تک مجھے یاد ہے نہیں۔ صرف ایک یا دو دفعہ کرفیو توڑا گیا تھا۔ سوال۔ کیا اس رات پولیس اور فوج دونوں ڈیوٹی پر تھیں۔ جواب۔ جی ہاں پولیس گشت لگا رہی تھی۔ مگر فوج اپنی جگہ کھڑی تھی۔ ۶ ر تاریخ کی صبح کو حالت بڑے اندیشے لئے ہوئے تھی۔ سوال۔ کیا حالت اتنی خراب تھی کہ شہر کو فوج کے حوالے کرنا ضروری تھا۔ جواب۔ جوں جوں دن چڑھ رہا تھا۔ ہمیں اس ضرورت کا احساس ہو رہا تھا۔ سوال۔ کیا آپ کو بذات خود یہ احساس ہو رہا تھا کہ اب شہر کو فوج کے حوالے کر دینا ضروری ہے؟۔ جواب۔ ۱۱ بجے کے قریب میں نے جی او سی اور بریگیڈیر کو کہا تھا کہ اب پولیس سول لائن کے علاقہ کو سنبھال نہ سکے گی مجھے ڈر تھا کہ افسروں کا قتل نہ شروع ہو جائے۔ جو پولیس کنٹرول نہ کر سکے گی۔ اس لئے میں نے ان دونوں افسروں سے کہا کہ سول لائن کے علاقہ کی حفاظت کا فوری بندوبست کریں۔ سوال۔ جب آپ نے جی او سی کو کہا کہ آپ سول لائن کی حفاظت نہ کر سکیں گے۔ تو کیا انہوں نے ۵ ر مارچ کی صبح کے چوتھے فیصلہ کے مطابق اس علاقہ کو اپنی حفاظت میں لینا منظور کر لیا جواب۔ جی او سی اور بریگیڈیر کلو دونوں فوراً چھاؤنی چلے گئے تاکہ اپنا منصوبہ بنا سکیں سوال۔ کیا آپ کی تجویز کے مطابق فوج نے نظم و نسق سنبھال لیا تھا۔؟ جواب۔ جی نہیں ہوا یہ کہ جب ہم کوئی گھنٹہ بھر کے بعد گورنمنٹ ہاؤس پہنچے۔ تو جی او سی کی باتوں سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ انہوں نے جنرل ہیڈ کوارٹرز اور وزارت دفاع سے بات چیت کی ہے اور یہ کہ مارشل لاء کے متعلق پہلے ہی فیصلہ ہو چکا ہے جب میں نے ۱۱ بجے جی او سی ایس ای سے سول لائن کے متعلق بات چیت کی تھی تو میرے ذہن میں مارشل لاء نہیں تھا۔ میرا خیال یہ تھا۔ کہ زیادہ فوج کی موجودگی اور استعمال کی ضرورت ہے۔ سوال۔ کیا آپ کا خیال یہ تھا کہ ۵ ر مارچ کی صبح کے چوتھے فیصلہ کے مطابق فوج سول لائن کی حفاظت کے لئے تیار ہے۔ جواب۔ جی ہاں۔ سوال کیا میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ۲۷ ر فروری سے ۶ ر مارچ کی سہ پہر تک صوبہ اور شہر لاہور میں امن و امان کی بحالی کے لئے وزیر اعلیٰ کے آگے آپ سمیت کسی افسر نے کوئی ایسی تجویز نہیں رکھی تھی جو منظور نہ کی گئی ہو یا ٹھکرا دی گئی ہو۔ جواب جی ہاں یہ صحیح ہے۔ سوال۔ کیا ۲۷ ر فروری کو کراچی سے آپ کی واپسی پر فیصلہ ہوا تھا۔ کہ اگر رضا کار کراچی روانہ ہوں۔ تو ان کے متعلق کراچی اور سندھ پولیس کو اطلاع کی جائے۔ تاکہ انہیں راستے میں روکا جا سکے؟

جواب۔ جی ہاں۔ یہ فیصلہ دستاویز ڈی ای ۲ ۸۰ میں شامل ہے جو کہ ہوم سکریٹری کے تحریری بیان کے ساتھ منسلک ہے۔

سوال۔ کیا آپ نے یکم مارچ کو ہدایات جاری کی تھیں۔ جو کہ دستاویز ڈی ای ۲۸ میں شامل ہیں (یہ دستاویز ایس پی سیالکوٹ کے تحریری بیان کے ساتھ منسلک ہے)

جواب۔ یہ ہدایات بظاہر حکومت کے احکام کے مطابق ڈی آئی جی (سی آئی ڈی) نے جاری کی تھیں۔ جب عدالت نے پوچھا کہ ایسی ہدایات ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں اور پولیس سپرنٹنڈنٹوں کو کیسے پہنچائی جاتی تھیں میاں انور علی نے کہا کہ عام طور پر مجسٹریٹوں کو ہدایات ہوم سکریٹری یا چیف سکریٹری براہ راست بھیجتے تھے اور پولیس سپرنٹنڈنٹوں کو ہدایات۔ آئی جی یا ڈی آئی جی (سی آئی ڈی) کی معرفت جاتی تھیں۔ وکیل کی مزید جرح پر گواہ نے کہا دستاویز ڈی ای ۲۸ میں جو ہوم سکریٹری کے تحریری بیان کے ساتھ منسلک ہے یکم مارچ کی یہ ہدایات کہ رضا کاروں کو لاہور آنے سے سختی سے روکا جائے ان کی نظر سے گذری تھیں۔ سوال۔ اور دستاویز ڈی ای ۳۲ میں جو ہوم سکریٹری کے تحریری بیان کے ساتھ منسلک ہے مندرجہ ہدایات، تمام پولیس سپرنٹنڈنٹ اور سب ڈی آئی جی رضا کاروں کو پہلے لاہور یا کراچی روانہ ہونے سے باز رہنے کی تلقین کریں۔ لیکن اگر وہ نہ مانیں تو روکنے کے لئے مناسب کاروائی کریں؟ جواب۔ جی ہاں میں نے یہ ہدایات بھی دیکھی تھیں۔

سوال۔ آپ نے ڈی آئی جی ملتان کو ۲ مارچ کو ٹیلیفون کیا تھا۔ کہ اگر سمجھانا بجھانا بے سود ثابت ہو۔ تو رضا کاروں کو کراچی جانے دیا جائے تو انہیں راستے میں گرفتار کر لیا جائے گا۔

جواب۔ جی ہاں! سوال۔ آپ کا کیا خیال تھا کہ انہیں پنجاب میں گرفتار کیا جائے گا۔ یا سندھ میں۔ جواب۔ پنجاب میں نہیں۔ کیونکہ ہدایات یہ تھیں کہ انہیں کراچی جانے دیا جائے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ انہیں کراچی یا سندھ پولیس گرفتار کرے گی۔

سوال۔ کیا آپ کو کبھی یہ اطلاع ملی تھی کہ دو جتھوں کے علاوہ جن میں سے ایک کو لودھراں کے مقام پر روک لیا گیا تھا اور دوسرا کراچی پہنچ گیا تھا۔ کوئی اور رضا کار پنجاب سے روانہ ہوئے اور کراچی پہنچ گئے تھے جواب۔ جی نہیں

(باقی)